زمانہ کے بعد پچھلوں نے خود تالیف کر کے انکی طرف منسوب کر دیا ہے۔ سنن شافعیؒ ابتک غیر مطبوعہ[۵] تھی لیکن میرے ایک دوست مولوی عبدالرحمن فریدکوٹی اسکی طباعت کرا رہے ہیں عنقریب چھپکر تیار ہوجائیگی۔ کتاب الام للشافعیؒ الادب المفرد للبخاریؒ بھی حاشیہ کے مجموعے ہیں جو اسی صدی کی تالیفات سے ہیں اور مطبوعہ ہر جگہ ملتے ہیں۔

الغرض تیسری صدی ہجری تدوین حدیث کی نہایت کامیاب صدی ہے۔ متذکرہ صدر کتابوں کے علاوہ بہت سی حدیث کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابیں موجود ہیں جو بعد کی صدیوں کی تالیف ہیں۔ آئندہ ہم چوتھی صدی ہجری کے سلسلۂ تدوین حدیث پر بحث کرتے ہوئے انکی تفصیل عرض کرینگے ان شاء اللہ۔

(ایڈیٹر)

اسلام اور تعلیم نسواں

(از مولوی عبدالغفار صاحب حسن رحمانی عمرپوری متعلم رحمانیہ)

کسی بزرگ نے ہمارے پاس جواب کیلئے چند سوالات بھیجے تھے ان میں اکثر فرقہ وارانہ اور فروعی اختلاف سے متعلق تھے جن سے ہم محدث کا دامن قطعی پاک رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد اصولی حیثیت سے ٹھوس اسلام کی خدمت کرنا ہے۔ سائل کا ایک سوال عورتوں کے پڑھانے لکھانے کے متعلق تھا جسکا جواب ہمارے فاضل نامہ نگار کے قلم سے ذیل میں ملاحظہ کریں۔ (مدیر)

عقائد و اعمال اور اخلاق کی صحت و درستگی کا تمامتر دار و مدار بچپن کی تربیت پر ہے۔ کیونکہ ان ایام کی نصیحت انسان کیلئے پتھر کی لکیر ثابت ہوتی ہے۔

اگر تربیت صحیح اصول و قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے دیجاتی ہے تو انسان عہد طفولیت سے نکلکر عہد شباب میں ایک ثمر آور درخت معلوم ہوتا ہے جسکے ثمرہائے شیریں سے لوگ مستفیض و محظوظ ہوتے ہیں۔ یہ درخت اسی بیج کا نتیجہ ہوتا ہے جو انسان کے ابتدائی دور میں کسی بہترین مربی کے ہاتھ سے اسکے قعر قلب میں بویا جاتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ عہد طفولیت کا زیادہ تر تعلق صنف نازک سے ہے۔ اگر اسکی معلمہ تربیت یافتہ علمی روشنی سے شناسا اور مذہبی معلومات سے واقف اور مکارم اخلاق سے آراستہ ہے تو اس درخت کے لگانے میں کامیاب ہوسکتی ہے ورنہ غار جہالت میں رہتے ہوئے خود اسکو گوناگوں مصائب اور بوقلموں نوائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور اسکی اولاد بھی جہل کی خاردار وادی میں بھٹکتی رہتی ہے۔ اس صاف اور واضح حقیقت کے ہوتے ہوئے عورت کو تعلیم سے بے بہرہ رکھنا کہاں کا انصاف ہے اور اسکو علمی سرچشمہ سے سیراب نہ کرنا کونسی عقلمندی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ نہ افراط ہو نہ تفریط۔ بلکہ میانہ روی جو کہ اسلام کا اصل الاصول ہے۔ ملحوظ خاطر رہے۔ نہ اسقدر علمی شغف ہو کہ امور خانہ داری سے بے پروائی برتی جائے اور نہ اسقدر جہالت کہ قوی عمارت کی اساس منہدم ہوجائے۔

آج کل اسی طبقہ نسواں میں جہالت کیوجہ سے اولاد تہذیب و شائستگی سے کوسوں دور اور اخلاق حسنہ سے قطعاً نا آشنا

---

۵ محمدی کے تازہ پرچہ میں کسی صاحب نے لکھا ہے کہ یہ کتاب پہلے چھپ چکی ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور نہ کہیں دستیاب ہوتی ہے۔

ہوتی ہے۔ اول لہو ولعب اور بزرگوں کے ارشادات سے بے اعتنائی برتنے کی خوگر نظر آتی ہے۔

تعلیم کے مفہوم میں پڑھانا بھی داخل ہے اور لکھانا بھی کتابتہ نسواں کے عدم جواز پر بعض علمائے دین ذیل کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ عن عائشۃ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تسکنوھن الغرف ولا تعلموھن الکتابۃ و علموھن المغزل وسورۃ النور۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا عورتوں کو بالاخانوں میں سکونت پذیر مت ہونے دو اور نہ انکو تحریر سے آشنا کرو بلکہ سوت کاتنے اور سورہ نور کی تعلیم دو۔

اس حدیث کو مختلف الفاظ سے ابن حبانؒ نے کتاب الضعفاء اور حاکمؒ نے مستدرک اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے لیکن کوئی سند قابل احتجاج نہیں۔ روایت ابن حبانؒ کی سند اسطرح ہے انبانا محمد بن عمرو انبانا محمد بن عبد اللہ بن ابراھیم قال حدثنا یحیی بن زکریا بن یزید الرقاق حدثنا محمد بن ابراھیم ابو عبد اللہ الشافی ثنا شعیب اسحق الدمشقی عن ہشام بن عروۃ عن عائشۃ الخ اس سند میں محمد بن ابراہیم الشامی آیا ہوا ہے جو منکر الحدیث اور وضاع ہے امام ذہبی نے لکھا ہے[۵۱] قال الدارقطنی کذاب وقال ابن عدیؒ عامۃ احادیثہ غیر محفوظۃ قال ابن الجوزی ھذا الحدیث لا یصح۔ محمد بن ابراھیم کان یضع الحدیث۔ یعنی سب ائمہ اسکو کذاب اور احادیث کو اپنی طرف سے اختراع کرنیوالا قرار دیتے ہیں محدث ابن حبانؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے بھی اسکی تاکید کی ہے۔

علامہ خزرجیؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ امام نسائیؒ اور ابو حاتمؒ نے اسکی توثیق کی ہے لیکن خزرجی کا یہ قول محل نظر ہے کیونکہ کتب اسماء رجال میں کہیں ان حضرات کی توثیق وتعدیل مذکور نہیں۔ اگر مان بھی لی جائے تو دارقطنیؒ۔ ابو نعیمؒ۔ ابن حبانؒ۔ ابن عدی کے مقابلہ میں ابو حاتمؒ اور نسائی کو کسطرح ترجیح دیجاسکتی ہے۔

اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جرح مفسر تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن صلاح نے تحریر فرمایا ہے اذا اجتمع فی شخص واحد جرح وتعدیل فالجرح مقدم علی التعدیل لان المعدل یخبر عن ما ظھر من حالہ والجارح یخبر عن باطن خفی[۵۲] انتھی۔ حاکمؒ کی روایت بھی الفاظ مذکورہ کیساتھ ہے صرف سند بدلی ہوئی ہے اسمیں عبد الوہاب بن ضحاک راوی ہے جسکو ابو حاتم نے کاذب اور امام نسائی نے متروک الحدیث اور دارقطنی نے منکر الحدیث اور ابن حبان نے وضاع قرار دیا ہے[۵۳]

بیہقی کی دوسری روایت ہے جسکی سند میں بھی محمد بن ابراہیم الشامی موجود ہے جسکے ضعف کا حال تحریر کیا جا چکا۔

نیز ابن حبان نے ایک اور روایت نقل کی ہے عن ابن عباس مرفوعا لا تعلموا نساءکم الکتابۃ ولا تسکنوھن العلالی خیر لھو المرءۃ المغزل وخیر لھو الرجال السباحۃ اس حدیث کا مطلب سابق حدیث سے ملتا جلتا ہے۔ اس حدیث کی سند میں جعفر بن نصر آیا ہوا ہے جو متہم بالکذب ہے[۵۴] قال ابن الجوزی ھذا لا یصح

یہ وہ تمام احادیث ہیں جنکو عدم جواز کتابتہ نسواں پر پیش کیا جاتا ہے لیکن ان احادیث کے تمام طرق مخدوش ہیں۔ مفسرین میں سے امام بغوی اور خازن اپنی اپنی تفاسیر میں اس حدیث کو سورہ نور کے اختتام پر لائے ہیں لیکن اول الذکر محمد بن ابراہیم کے طریقے سے اور ثانی الذکر بغیر کسی سند کے لائے ہیں۔ اب اگر تحقیق کی روشنی میں صحیح حدیث تلاش کیجائے تو یہ ملیگی عن الشفاءؓ بنت عبد اللہؓ قالت دخل علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وانا عند حفصۃ فقال

۵۱ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۲۳۵ ۔ ۵۲ مقدمہ ابن صلاح ۱۲ ۵۳ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۶۹ ۔

الا تعلمین ھذہ رقیۃ النملۃ کما علمتیھا الکتابۃ (ابوداؤد) یعنی شفاؓ بنت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس حال میں کہ میں عائشہؓ کے پاس تھی آپ نے فرمایا کیا تو اسکو نملہ بیماری کا رقیہ نہیں سکھلاتی جیسا کہ تونے اسکو لکھنا سکھایا ہے۔ اس حدیث کی سند اسطرح ہے۔ حدثنا ابراھیم بن مھدی المصیصی نا علی بن مسھر عن عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز عن صالح بن کیسان عن ابی بکر بن سلیمان بن ابی حثمۃ عن الشفاء بنت عبد اللہ الحدیث اس حدیث کے تمام رواۃ ثقہ ہیں صرف دو راوی ایسے ہیں جنپر بعض حضرات نے شبہ کیا ہے لیکن محدثین نے اسکو بھی صاف کردیا ہے۔

(۱) ابراہیم بن مہدی المصیصی۔ اسکو ابوحاتمؒ۔ امام احمدؒ۔ ابوعاصمؒ نے ثقہ کہا ہے یحیٰی بن معینؒ نے جار بناکیر[۵] سے تعبیر کیا ہے لیکن یہ لفظ ایسا نہیں جو اسکے ضعف اور عدم ثقاہت پر دال ہو۔ محدثین کے نزدیک منکر الحدیث اور جار بناکیر میں بہت بڑا فرق ہے۔ اسکے یہ معنی نہیں کہ اسکی تمام مرویات منکر ہیں بلکہ یہ لفظ اس ثقہ پر بولا جاتا ہے جسکی بعض مرویات منکر ہوں ورنہ اگر اس بنا پر ضعیف قرار دیا جائے تو پھر محمد بن ابراہیم التیمی اور زید بن انیسہ کے بارہ میں بھی امام احمد نے یہی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ حالانکہ امام بخاری اور مسلم دونوں انکی ثقاہت پر متفق ہیں[۶]۔ بعد تسلیم اسکا متابع و مؤید ثقہ راوی یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم موجود ہے جسکی روایت امام نسائیؒ سنن کبریٰ میں لائے ہیں۔

نیز شفاءؓ والی حدیث پر ابوداؤدؒ اور ترمذی نے سکوت کیا ہے جو کہ اسکی صحت کی بین علامت ہے۔

(۲) عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیزؒ۔ یہ بھی بنا بر اقوال جمہور محدثین ثقہ ہیں صرف ابومسہر نے ضعیف کہا ہے[۷]۔ لیکن صرف ایک محدث کی مبہم جرح بغیر کسی حجۃ کے تسلیم نہیں کیجا سکتی جبکہ اس کے مقابلہ میں یحیٰی بن معینؒ۔ ابوداؤدؒ نسائیؒ۔ ابوزرعہؒ۔ ابن عمارؒ۔ ابوحاتمؒ۔ ابونعیمؒ جیسے کبار محدثین اسکو ثقہ کہہ رہے ہیں اسی طرح تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی صحابیات وتابعات سلسلہ تعلیم وتعلم وکتابتہ کو جاری رکھتی تھیں لیکن اسوقت کے علماء نے اس کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھائی۔

امام بخاریؒ نے کتاب ادب المفرد میں تحریر فرمایا ہے کہ عائشہ بنت طلحہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس رہا کرتی تھیں اور حضرت عائشہ کے پاس جو خطوط ومکاتب آیا کرتے تھے انکا جواب عائشہ بنت طلحہ حسب ارشاد حضرت عائشہؓ لکھا کرتی تھیں۔ شہدہ بنت ابی نصر احمد بن الفرج متوفیہ ۵۷۴ھ جو بغداد میں علمی حیثیت سے نمایاں امتیاز رکھتی تھیں کتابتہ اور علمی قابلیت میں شہرہ آفاق تھیں[۸]۔

عائشہ بنت احمد القرطبیہ متوفیہ ۴۰۰ھ کو شاعری اور زبان آوری وانشا پردازی میں خاص ملکہ تھا اور اپنی لیاقت کیوجہ سے ضرب المثل تھی اسی کے بارے میں کہا گیا ہے انھا من عجائب زمانھا وغرائب اوانھا۔ اور بہت سی مثالیں موجود ہیں جو بخوف طوالت نظرانداز کی جاتی ہیں۔

چند شبہات کا ازالہ۔ مانعین تعلیم نسواں بہت سے شبہات اور عقلی احتمالات پیش کرتے ہیں، لیکن سب میں حقائق سے اغماض کیا گیا ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ ممکن ہے حضرت شفاءؓ والی حدیث ازواج مطہرات کے ساتھ مخصوص ہو

[۵] میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۹ ۱۲ - [۶] ج ۱ ص ۳۰ ۱۲ - [۷] ج ۲ ص ۱۲۵ ۱۲ [۸] وفیات الاعیان لابن خلکان ۱۲

کیونکہ عوام عورتوں پر جس فتنے کا خوف ہے اسکا خوف ازواج مطہرات پر نہیں ہوسکتا۔ اسیطرح اور بہت سے ایسے نظائر ہیں جسمیں انکی تخصیص ہے اور آیت یا نساء النبی لستن کاحدین النساء اسپر صاف طور سے دال ہے پس یہ حدیث ازواج مطہرات کے ساتھ مخصوص ہے اور لاتعلموھن الکتابۃ عام مستورات کیلئے ہے لیکن اگر دقت نظر سے دیکھا جائے اور بصارت کیساتھ بصیرت کو بھی کام میں لایا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوجائیگی کہ شفاوالی حدیث تخصیص کی مبطل ہے نہ کہ مثبت کیونکہ اگر اسمیں ازواج مطہرات کی تخصیص ہے تو پھر شفا کو کتابت کی اجازت کیوں دی گئی اور اگر واقعی غیر ازواج مطہرات کیلئے ممنوع تھا تو شفا کو آنحضرت نے کیوں منع نفرمایا اور اگر فتنہ وفساد کا ڈر ازواج مطہرات پر نہیں تھا تو اس حدیث کی کیا توجیہ کیجائیگی کہ ایک مرتبہ حضرت ابن ام مکتوم (ضریر البصر) بیت نبوی میں تشریف لاتے ہیں تو آپ اپنی ازواج مطہرات ام سلمہؓ اور میمونہؓ کو حکم دیتے ہیں کہ پردہ میں ہوجائیں اسپر وہ جواب دیتی ہیں کہ وہ نابینا ہیں آنحضرت ارشاد فرماتے ہیں (افعمیاوان انتما الستما تبصرانہ) یعنی کیا تم بھی نابینا ہو اور ان کو نہیں دیکھتی ہو۔

دوسرا احتمال یہ بھی نکالا جاتا ہے کہ ممکن ہے سلف کیساتھ خاص ہو۔ اسوقت فتنہ وفساد کا بازار بہت گرم ہے اسلئے کتابت کی اجازت نہ دینی چاہئے مگر یہ توجیہ بھی کوئی وقیع حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ قوانین اسلامی کے لحاظ سے خلف وسلف سب برابر ہیں آیت ولقد علمنا المتقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین (ہم تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے کوائف سے واقف ہیں) صاف مظہر ہے کہ اگر تعلیم وکتابت نسواں فی نفسہ باعث فساد ہوتی تو شارع کبھی اسکو جائز قرار دیتے ما کان ربک نسیا (تمہارا رب بھولا ہوا نہ تھا) فساد وشر کے اور بہت سے محرکات ودواعی خارجیہ موجود ہیں جنکی بنا پر عورتیں اجانب سے سازباز کرکے اغوا کا شکار بنجاتی ہیں تعلیم فی نفسہ بشرطیکہ صحیح معیار پر دیجائے ضرر رساں نہیں۔

ایک اور انکشاف) اشار آف انڈیا نے اغوا اور جبری بدکاری اور فواحش کے جو اعداد وشمار شائع کئے ہیں اسمیں یہ بھی ہے کہ سنہ ۲۲ء سے سنہ ۳۱ء تک بنگال میں ۳۶۵۳ مسلمان عورتیں اغوا کا شکار ہوچکی ہیں، اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ تمام عورتیں تعلیمیافتہ نہیں تھیں کیونکہ بنگال میں طبقہ نسوان تعلیمی حیثیت سے غالباً ۵ فیصدی ہوگا بلکہ اس سے بھی کم نظر آئیگا۔

اب بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کسی فتنہ کا باعث وسبب تعلیم نہیں۔

اسلام اور صنف نازک

(از مولوی سید نظیر الحسن صاحب رحمانی سہوانی متعلم رحمانیہ)

اسلام نے اہل دنیا پر جو احسانات کئے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں۔ اسلام ان خوبیوں کا حامل ہے جو اسکے ماسوا کسی اور دین میں نہیں پائی جاتیں۔ یہ اسلام ہی کی شان تھی کہ اسنے درندوں سے بھی بدترین خصائل رکھنے والے لوگوں کو صحیح معنوں میں انسان بنادیا۔ اوس وخزرج جیسے نبرد آزما وجنگجو قبائل کو بھائی بھائی کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں تو دنیا کے ہر طبقہ پر عمدہ اخلاق کی خیر وبرکت سے احسانات کئے ہیں خصوصاً آپنے طبقۂ صنف نازک پر جو احسان فرمایا ہے اسکی مثال نہیں ملسکتی۔ جو شخص محمدؐ رسول اللہ کی معاشرتی واصلاحی